روحانی گلدستہ



انتخاب کلام

شیخ طریقت تصانیف کثیرہ کے مصنف اور صوفی شاعر حضرت علامہ

سید شاہ محمد اکبر نقشبندی ابوالعلائی داناپوری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ

محلہ شاہ ٹولی پوسٹ داناپور کینٹ ضلع پٹنہ (بہار)





₹ 25.00



انتخاب کلام

شیخ طریقت، تصانیف کثیرہ کے مصنف اور

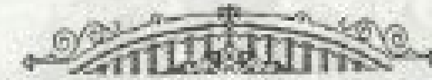
صوفی شاعر حضرت علامہ

سید شاہ محمد اکبر

نقشبندی ابوالعلائی داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشیں خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ

محلہ شاہ ٹولی، پوسٹ داناپور کینٹ، ضلع پٹنہ (بہار)



ترتیب وپیشکش

سید محمد ریان نقشبندی ابوالعلائی

تنظیم اکبری شعبۂ نشرواشاعت

خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ، محلہ شاہ ٹولی

پوسٹ داناپور کینٹ، ضلع پٹنہ (بہار)

رابطہ: 9934771496, 9504460095



سرپرست

پیر طریقت حضرت الحاج سید شاہ

خالد امام ابوالعلائی مدظلہ نورانی، خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ، شاہ ٹولی، داناپور



سجادہ نشین

پیر طریقت حضرت الحاج سید شاہ

سیف اللہ ابوالعلائی، خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ، شاہ ٹولی، داناپور



زیر نگرانی

پیر طریقت الحاج سید شاہ نصر سجاد ابوالعلائی

سید شاہ تراب الحق ابوالعلائی



معاونین

سید محمد میزاب ابوالعلائی

سید محمد ذیشان خالد (حامی) ابوالعلائی

سید محمد ناصر ابوالعلائی

سید محمد شایان ابوالعلائی

مختصر سوانحی خاکہ

نام : محمد اکبر تخلص اکبر داناپوری

ولادت : ۲۷ر شعبان ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۱۱ر ستمبر ۱۸۴۴ عیسوی

وفات : ۱۴ر رجب ۱۳۲۷ ہجری مطابق ۱۹۰۹ عیسوی

مزار اقدس : درگاہ مخدوم سجاد رحمۃ اللہ علیہ شاہ ٹولی، داناپور کینٹ، ضلع پٹنہ میں

نسب : سید شاہ محمد اکبر ابن سید شاہ محمد سجاد ابن سید شاہ تراب الحق موذوی ثم داناپوری ابن سید شاہ طیب اللہ نقاب پوش موذوی۔

آپ کا سلسلہ نسب مخدوم عبدالعزیز ابن سیدنا امام تاج فقیہ مکی سے ملتا ہے۔

علامہ شاہ اکبر داناپوری تیرہویں صدی ہجری کی وہ عظیم ہستی ہے جو بیک وقت درویش کامل سجادہ نشیں، امیر سخن اور تصانیف کثیرہ کے مصنف کی ہے اور دنیائے علم وادب میں صوفی شاعر سے مقبول و منظور ہیں۔ تاریخ تصوف اور علم وادب پر تقریباً بیس کتابیں، سوا سو سال پہلے کی مطبوعہ ہیں۔ اشرف التواریخ تین ضخیم جلدوں میں اور تاریخ عرب آپ کا تحقیقی شاہکار ہے۔ ان

کے علاوہ دو ضخیم دیوان بنام تجلیات عشق اور جذبات اکبر ہیں جو ایمان و عرفان کی شاعری کا انمول بحر بیکراں ہے۔ ۱۸۹۳ عیسوی میں مطبوعہ آپ کی مشہور کتاب سیر دہلی ماضی کی دہلی کی یاد دلاتی ہے جو علمی و ادبی حلقوں میں نادر و نایاب معلومات فراہم کراتی ہے۔ دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو نے اپنے پچاس سال پورا ہونے پر گولڈن جوبلی منانے پر اس کتاب کی اشاعت نو ۲۰۱۱ء میں کرائی ہے جو علمی و ادبی اور تحقیقی حلقوں کیلئے انمول تحفہ اور قابل ستائش ہے۔

علامہ شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عارفانہ اور صوفیانہ شاعری میں حمد، نعت، منقبت اور روحانیت کی جلوہ گری نظر آتی ہے جو انسانی قلب و جگر کو تڑپاتی ہے۔ آپ کی مطبوعہ دونوں دیوان سے منتخب کلام ہم قوم و ملت کے نئی نسل کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو آج سے تقریباً سوا سو سال سے بھی پہلے کی تخلیق ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں خاص کر روحانیت اور روحانی قدروں کی اسی طرح اشد ضرورت ہے جس طرح انسانی جسم کیلئے روح کی۔ بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں ایک تاریخی واقعہ ہم نئی نسل کیلئے بیان کرنے میں خوش نصیبی سمجھتے ہیں کہ حضرت شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کے چچا اور پیر طریقت مولانا شاہ قاسم داناپوری رحمۃ اللہ علیہ نے

۱۲۸۱ ہجری میں خواب میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو روحانی مجلس میں دیکھا تھا۔ آپ نے اس واقعہ کو اپنے بھائی حضرت حاجی شاہ محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا۔ چنانچہ اُن کے وصال کے بعد ۱۲۸۱ ہجری میں جب شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ داناپور خانقاہ شریف کے سجادہ نشیں ہوئے تو رمضان المبارک کی ۱۹ ر تاریخ کو آپ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا فاتحہ و مجلس کا باضابطہ انعقاد فرمایا۔ آپ ایک درویش کامل تھے اور صوفی شاعر بھی۔ ایک بار اسی مبارک مجلس میں آپ پر کیفیت طاری تھی اور اسی کیف و حال میں آپ کی زبان مبارک سے جو شعر ادا ہوا تھا وہ آج تک مشہور و معروف ہے ؎

میں مقتدی بھی ہوں میں ہی صف امام میں ہوں
فنائے ذات علی رضی اللہ عنہ ہوں عجب مقام میں ہوں

واضح ہو کہ یہ روایت ڈیڑھ سو سال سے الحمدللہ ۱۹ ر رمضان المبارک کو آج بھی خانقاہ میں جاری و ساری ہے اور اجتماعی افطار - فاتحہ و مجلس بہت اہتمام اور احترام کے ساتھ عمل میں آتا ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل منقبت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں ایک صدی سے قبل کی تخلیق ہے۔ اس کے چند

اشعار آپ کے مطبوعہ سے ہم نئی نسل کیلئے پیش کرتے ہیں۔ داناپور کی اس قدیمی خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشیں عزیز گرامی الحاج شاہ سیف اللہ ابوالعلائی ہیں جو آباو اجداد کی روایات کو قائم و دائم رکھنے اور آگے بڑھانے میں مصروف کار ہیں۔ رب کریم ان کو استقامت و اعمال حسنہ کی توفیق عطا کرے۔

طالب دعاء

خالد امام

سرپرست
خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ
شاہ ٹولی، داناپور، پٹنہ
مورخہ ۲۲ ر مارچ ۲۰۱۲ء
موبائل: 9504460095



حمد پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

اے بے نیاز مالک ہے نام تیرا
مجھ کو ہے ناز تجھ پر میں ہوں غلام تیرا

ہو شوق مرتے دم بھی اے خوش خرام تیرا
آنکھوں میں دم ہو اپنا لب پر ہو نام تیرا

میں ہوں ضعیف بندہ تو مالک قوی ہے
عصیاں ہے فعل میرا بخشش ہے کام تیرا

ہر مرغ باغ تیری تسبیح پڑھ رہا ہے
ہر برگ کی زباں سے سنتا ہوں نام تیرا

کیوں کر ہو شکر ہم سے تیری عنایتوں کا
تیرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لایا ہم تک پیام تیرا

ہوگا بڑے بڑوں کا ہنگامہ روز محشر
اکبر قبول ہوگا کیوں کر سلام تیرا



حمد پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

بہاریں تیری مرغان چمن تیرے چمن تیرا
گلوں میں بو ہے تیری رنگ تیرا بانکپن تیرا

فلک تیرا زمیں تیری ملک تیرے ہیں ہم تیرے
غرض جو کچھ ہے دنیا میں ہے سب تو و کہن تیرا

نہیں ہے تو ڑ اس کا جب تو ہم بیچ کر نکلتے ہیں
بڑی اُلجھن کا ہے ہر پیچ زلف پر شکن تیرا

سخن گوئے قیامت یوں کیا ہے تجھ کو خالق نے
کرے گا سب کو زندہ یہ لب اعجاز فن تیرا

لحد میں سو گھ کر اس کو فرشتے مجھ سے کہتے ہیں
ردائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیا اکبر کفن تیرا



نعت پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

سایۂ رحمت گیسوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جانِ جہاں ہے آپ کی صورت صلی اللہ علیہ وسلم

فرض ہے ہم پر عشق نبی کا شغل ہے یہ ہر ایک ولی کا
آپ کی اُلفت عین عبادت صلی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ موسیٰ نام ہے کس کا حال ہمیں معلوم ہے اس کا
تھا یہ فروغِ عارضِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حسنِ محمد حسنِ ازل ہے آپ کی اُلفت حسنِ عمل ہے
پڑھ یہ وظیفہ تا ہو زیارت صلی اللہ علیہ وسلم

یہ میرا سر ہے پائے نبیؐ پر کہتے ہیں عاشق اس کو مقدر
کیوں نہ پڑھوں میں آپ کی مدحت صلی اللہ علیہ وسلم

عشق نبی نے کام کیا ہے گرتے ہوئے کو تھام لیا ہے
سید بھی ہے اکبر اب تو یہ قسمت صلی اللہ علیہ وسلم



نعت پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

مقدس ہو گئی دنیا ہوا افضل شہ کی آمد کا
بتوں نے سر جھکا کر پڑھ لیا کلمہ محمد ﷺ کا

زباں وہ پاک ہے جس نے پڑھا کلمہ محمد ﷺ کا
وہ دل روشن ہے جس میں جلوہ ہو انوارِ احمد ﷺ کا

ملائک کا وظیفہ ہے فلک پر نام احمد ﷺ کا
زمیں پر پڑھ رہے ہیں آدمی کلمہ محمد ﷺ کا

ملک نے مجھ سے پوچھا قبر میں تو کس کا عاشق ہے
کہا میں نے محمدؐ کا محمد ﷺ کا محمد ﷺ کا

کرے چاروں طرف سے کیوں نہ اس کو آسماں سجدے
زمیں کو فخر حاصل ہے رسول اللہ کی مرقد کا

فنا فی اللہ علم فقر کی ہے انتہا اکبر
فنائے ذاتِ مرشد نام ہے اس فن کی ابجد کا



نعت پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

چراغِ دین و دنیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فروغِ عرشِ اعلیٰ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہوں وہ قطرۂ بے مثل و نایاب
کہ جس قطرے کا دریا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہ مثل اس کا نہ اس کا کوئی مانند
خدا ہے ایک یکتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پھرے نظروں میں اپنی کیوں نہ وہ ماہ
مری آنکھوں کا تارا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طواف اپنا کروں میں کیوں نہ اکبر
مجھی میں جلوہ فرما ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



نعت پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

حرم سے سفر آپ کا ہو رہا ہے
ہجوم ملک جا بجا ہو رہا ہے

یہاں ہیں ملائک وہاں ہیں ملائک
تکلف بڑا جا بجا ہو رہا ہے

چلی ہے سواری حبیب خدا کی
عجب شور صلِ علیٰ ہو رہا ہے

زمیں ہو گئی عرش اعظم سے اونچی
فرشتوں میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے

پلٹ کر حضور آ گئے شب کی شب میں
یہی ذکر حیرت فزا ہو رہا ہے

بجا لا خدا کا تو شکر آج اکبر
کہ تجھ پر بھی فضل خدا ہو رہا ہے



نعت پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

منظور ہوا حق کو جو اظہار محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چمکا دیے ہر ذرے میں انوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر شے میں نظر آتے ہیں انوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اے اہل نظر دیکھ لو دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پھرتا ہے وہی آنکھوں میں اپنی سحر و شام
میں دیکھ کر آیا ہوں جو دربار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر ظاہر و باطن میں نظر آنے لگیں آپ
کھل جائیں کسی پر اگر اسرار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ڈر حشر کا ہرگز نہیں عشاق نبی کو
آزاد ہے دوزخ سے گرفتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آباد رہے آگرہ تا حشر الٰہی
اکبر ہیں یہاں جلوہ گر انوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم



نعت پاک

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

پھر چلا اکبر مدینے کو فقیر اللہ کا
پھر دکھایا خوبی قسمت نے لطف اس راہ کا

تھا مدینہ سامنے آنکھوں کے ہنگام طواف
میں نے کعبے میں بھی دیکھا گھر رسول ﷺ اللہ کا

یوسف مصری کو کیا نسبت مرے محبوب سے
وہ ہے معشوق زلیخا یہ حبیب ﷺ اللہ کا

نور حضرت ﷺ سے نہیں خالی جہاں میں کوئی شے
ہر طرف جلوہ نظر آیا رسول ﷺ اللہ کا

منکرانِ محفل میلاد سب جل جل گئے
صوفیوں نے وجد میں نعرہ کیا جب آہ کا

غل ہے بازاروں میں پھر اکبر مدینے کو چلے
میرے دل سے کوئی پوچھے لطف اس افواہ کا



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

جو بنے آئینہ وہ تیرا تماشا دیکھے
اپنی صورت میں ترے حسن کا جلوا دیکھے

ہائے کس طرح تجھے عاشق شیدا دیکھے
تیرا سایہ بھی نہیں ہے کہ جو سایہ دیکھے

تیری شانیں ہیں ہزاروں تیرے جلوے لاکھوں
وہ ہی آنکھیں ہوں ملی جس کو وہ کیا کیا دیکھے

قیس کو ہوش نہیں لب پہ انا لیلیٰ ہے
اپنے دیوانے کو آکر ذرہ لیلا دیکھے

دیکھنے والے تیرے دیکھتے ہیں یوں تجھ کو
جیسے دریا کی طرف پیاس کا مارا دیکھے

کیا سمجھ رکھا ہے اللہ کو تو نے اکبر
آنکھیں کھولے ہوئے بیٹھا ہے کہ جلوا دیکھے

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

بسے ہیں عطر سہاگ میں ہم گلے سے کس کو لگایا ہے
ہمارا پیراہن محبت کسی کی اتری ہوئی قبا ہے

شراب خانے میں آیا زاہد اتر گیا جبۂ ریائی
صدائے قلقل یہ کہ رہی ہے بگڑ کے یہ آدمی بنا ہے

عجب صنعت کا ہے یہ پتلا اٹھادوں پردہ دکھادوں جلوہ
ادب اجازت اگر مجھے دے تو کہہ دوں کون آدمی بنا ہے

ملے گا یہ خاک میں کہیں پر نہ ہوگا کوچے سے تیرے باہر
لگا دیا اب تو ہم نے بستر یہ دل تجھی پر مٹا ہوا ہے

ہے زندگی بے ثبات ایسی حباب کی ہو نمود جیسی
بس ایسے جینے کی ایسی تیسی ادھر تو ابھرا ادھر فنا ہے

عدم کی منزل سے ڈرنا اکبر نہ چور آئیں نہ آئیں رہزن
ہزاروں لاکھوں ہیں آتے جاتے یہ راستہ خوب چل رہا ہے

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

عاشقو پاؤں نہ اکھڑیں وہیں ٹھہرے رہنا
پردہ اٹھتا ہے رخ یار سے کھلے رہنا
عرش پر سے بھی تمہیں کھینچ کے لے آئینگی
کشش عاشق بیتاب سے بچتے رہنا
تڑپ اٹھا دل بیتاب کسی عاشق کا
یہ مرا فرض ہے کہہ دیتا ہوں بچتے رہنا
ڈوب کر بحر محبت میں نکلنا کیسا
پار ہونے کی تمنا ہے تو ڈوبے رہنا
معرکے سے نہیں ہٹتا کوئی عاشق پیچھے
سر ہتھیلی پہ دھرے آگے ہی بڑھتے رہنا
نظر آجائے جو وہ توبہ شکن اے اکبر
دل کو ہاتھوں سے دبائے ہوئے بیٹھے رہنا



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

موسیٰ ہیں ہمیں جلوۂ دیدار ہمیں ہیں
ہیں طور ہمیں نور ہمیں نار ہمیں ہیں
کافر جسے کہتے ہیں ہمیں سے ہے اشارہ
مومن ہے غرض جس سے وہ دیندار ہمیں ہیں
فردوس اگر ہے تو ہمارے ہی لئے ہے
دوزخ کے اگر ہیں تو سزاوار ہمیں ہیں
ناسوت جو مسکن ہے تو لاہوت گھر اپنا
خلوت میں ہمیں بر سر بازار ہمیں ہیں
ناقوس کی آواز ہماری ہی صدا ہے
تکبیر کے الفاظ میں ہر بار ہمیں ہیں
اکبر جو ہے مسجود دو عالم وہ وہی ہے
سجدے کے اگر ہیں تو سزاوار ہمیں ہیں



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

دل وہی ہے جس میں وہ دلدار ہے
آنکھ وہ ہے جس میں روئے یار ہے

طالب دیدار سے پردہ نہیں
کیوں حجاب رُخ نقاب یار ہے

ہے خطاب اُس رند کا مست الست
جو شراب عشق کا سرشار ہے

رنگ گل پھیکا ہے جس کے سامنے
اتنا رنگیں یار کا رخسار ہے

ڈھونڈتے ہیں کس کو یہ اہل طلب
وہ تو ہم سب کے گلے کا ہار ہے

یا خدا اکبر کی کشتی کو نکال
تو ہی اس بیڑے کا کھیون ہار ہے



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

کیا جانے کدھر ہم ہیں وہ دل دار کہاں ہے
وہ اکبر خستہ جگر افگار کہاں ہے

بتخانہ کسے کہتے ہیں کیا چیز ہے کعبہ
تسبیح کدھر رہتی ہے زنار کہاں ہے

کس طرح سے آنا ہوا میخانہ میں اے شیخ
جبہ ہے کہاں آپ کی دستار کہاں ہے

اللہ رے اس اُمت مرحوم کے رُتبے
خود عفو ہے جویاں کہ گنہگار کہاں ہے

جز تیرے کسی کی ہمیں اے دوست خبر کیا
کیا جانیں کدھر غیر گئے یار کہاں ہے

پیدا ہو جو سچی طلب انسان کو اکبر
مطلوب کہے میرا طلب گار کہاں ہے



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

گلشن میں اُس نے رُخ سے جو پردہ اُٹھا دیا
بلبل کا ہوش رنگِ گلوں کا اُڑا دیا

یہ کہہ کے شیخ نے مجھے درسِ فنا دیا
باقی رہا وہ جس نے خودی کو مٹا دیا

تھا اپنی صنعتوں کا تماشہ جو دیکھنا
بازارِ کائنات میں میلا لگا دیا

رزّاقِ خدا پہ ہے تکیہ فقیر کو
بیٹھے ہیں گھر میں کھاتے ہیں اللہ کا دیا

دل کس سے مانگتے ہو کہاں دل کہاں جگر
مدت ہوئی کہ خاک میں سب کو ملا دیا

اکبر بلند کی مرے قاتل نے تیغ جب
میں نے سرِ نیاز قدم پر جھکا دیا



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

جب یاد کیا اُس نے پھر کس کی فراموشی
یوں آتے ہیں ہوش اکبر یوں جاتی ہے بیہوشی

بیٹھے ہوئے آنکھوں میں خود محوِ تماشا ہو
دیکھا کرو تم ہم کو ہم دیکھیں تو روپوشی

وہ تربتِ عاشق پر منہ ڈھانپ کر آئے ہیں
اللہ رے شرم اُن کی اللہ رے روپوشی

سنتے ہیں کہ تھا پہلے دریا میں نہاں قطرہ
اب بحر نے چاہی ہے قطرے سے ہم آغوشی

محشر بھی ہوا برپا اُٹھے نہ ترے کشتے
بیہوشی ہے نام اُس کا اللہ رے بیہوشی

بھولے گا نہ اے اکبر اُستادؔ[1] کا یہ مصرع
ساقی دیے جا ساغر جب تک نہ ہو بیہوشی

[1] وحید الٰہ آبادی

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

کس کس کی نظر میں مری جاں آپ نہیں ہیں
کیا آپ یہ فرماتے ہیں ہم پردہ نشیں ہیں

آنکھوں ہی کا پردہ ہے مگر دوری ہے کتنی
ہم خاک نشیں ہو گئے وہ عرش نشیں ہیں

چپاناکریں افلاک کے تاروں کو فرشتے
وہ مالک کونین ہیں جو خاک نشیں ہیں

یہ جلوۂ دیدار نے بیہوش کیا ہے
محفل میں تیری یوں ہیں کہ محفل میں نہیں ہیں

حق تو یہ ہے اچھوں سے جہاں ہو گیا خالی
دنیا میں اب اللہ کے بندے بھی نہیں ہیں

دیکھا تیری آنکھوں کو تو کھوئے گئے ایسے
اب تک نہ پتہ اس کا لگا ہم بھی کہیں ہیں

دیکھے بھی کوئی غور سے آنکھیں بھی ہوں اکبر
اللہ تو خود کہتا ہے ہم تجھ سے قریں ہیں

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

وہ مسیحا ہونے کا دعویٰ کرے
ہم سے بیماروں کو جو اچھا کرے

دوست ہی جب کام دشمن کا کرے
پھر کوئی دشمن کا کیا شکوا کرے

آدمی عاشق بھی ہے معشوق بھی
اپنا جلوہ آپ یہ دیکھا کرے

سیکھنا چاہے اگر جادو کوئی
اُس کی آنکھوں کی طرف دیکھا کرے

عشق میں عاشق کی یہ معراج ہے
قتل ہو قاتل کا منہ دیکھا کرے

ہے وہی دنیا میں اکبر سربلند
یار کے در پر جو سر رگڑا کرے

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

اکبر کا پتہ کچھ نہیں ملتا وہ کہاں ہے
عاشق ہوا جس روز سے بے نام ونشاں ہے

اللہ ہی کنارے سے لگائے تو لگائے
کشتی مری دریائے محبت میں رواں ہے

کھینچا ہمیں جب خاک لحد نے تو یہ سمجھے
وہ گھر تو کرائے کا تھا اپنا یہ مکاں ہے

اللہ رے گرمیِ سخن شمع ہے بیتاب
کیا خواجۂ آتش کی مرے منہ میں زباں ہے

تربت مرے استاد کی پھولوں سے بھری رکھ
اے بار خدا تو چمن آرائے جہاں ہے

سنتے ہیں غزل پڑھنے کو اکبر بھی ہے آیا
جو اس سے ہو واقف ہمیں بتلا دے کہاں ہے



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

اب مدینے سے نکلنے کا نہ ہو اکبر کو حکم
اپنے در پر یا شہ ﷺ ابرار رہنے دیجئے

مری لاش اس کے کوچے میں گڑی ہے
نصیبوں سے کہاں قسمت لڑی ہے

بڑی رونق پہ ہے شہر خموشاں
اس آبادی سے وہ بستی بڑی ہے

کہاں جائیں اسیر سلسلہ ہیں
ہمارے پاؤں میں بیڑی پڑی ہے

مدینے پہنچی لاش اندر ہی اندر
مری قبر اب یہاں خالی پڑی ہے

غلام سرور دیں ہوں میں اکبر
یہ جنت میرے حصے میں پڑی ہے



عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے سوچا ہے یہی
دردمندانِ محبت کا طریقہ ہے یہی
آپ ہوں پیشِ نظر روح جو تن سے نکلے
اے مری جاں مری آنکھوں کی تمنا ہے یہی
ہو گیا عام محبت کا مری افسانہ
اب تو جس بزم میں جا بیٹھیے چرچا ہے یہی
کوچۂ یار میں کھو جانے کو ہم آئے ہیں
راستہ مرحلۂ عشق کا سیدھا ہے یہی
دل میں اللہ کا گھر آنکھوں میں حضرت کا جمال
میرا کعبہ ہے یہی میرا مدینہ ہے یہی
ہے توکل مجھے اللہ پہ اپنے اکبر
جس کو کہتے ہیں بھروسہ وہ بھروسا ہے یہی

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

اے صنم مجھ کو سوا تیرے کسی سے بھی سروکار نہیں، بخدا تیرے سوا
دین و ایماں سے بھی مطلب مجھے زنہار نہیں، میں تو بندہ ہوں ترا
یہ وہی دل ہے کہ معشوقوں کا تھا مدِ نظر، تھا ہجوم آٹھ پہر
اب وہی دل ہے کہ کوئی بھی خریدار نہیں، ایسا بازار گرا
کیا کیا تری فرقت میں ہوا حال مرا، تو نے پوچھا نہ ذرا
تجھ سا بے رحم کوئی اے بتِ عیار نہیں، اور اگر ہے تو بتا
اپنے بیگانے ہوئے دوست بنے دشمنِ جاں، خوں کا پیاسا ہے جہاں
اے صنم تو ہی مری شکل سے بیزار نہیں، ایک عالم ہے خفا
اکبرِ خستہ سے کہہ دو کہ وہ تیار رہے، ہم کمر باندھ چکے
اب یہاں رہنے کا موقع کوئی زنہار نہیں، قافلہ آگے بڑھا

عارفانہ کلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

مری روح تو ہے مری جان تو ہے
مرے مرنے جینے کا سامان تو ہے

میرا دین تو میرا ایمان تو ہے
مری جان جس پہ ہے قربان تو ہے

نہیں ہے کسی شے کی مجھ کو تمنا
مگر ہاں مرے دل کا ارمان تو ہے

تری شان ہر روز ہے اک نرالی
نیا جلوہ تو ہے نئی شان تو ہے

تو خود آئینہ ہے تو خود آئینہ بیں
تماشہ یہ ہے آپ حیران تو ہے

جسے ڈھونڈتا پھر رہا ہے تو اکبر
مرے یار شکل اپنی پہچان تو ہے

عارفانہ کلام

کس گھر میں کس حجاب میں اے جاں نہاں ہو تم
ہم راہ دیکھتے ہیں تمہاری کہاں ہو تم

ملنے پر اپنے ناز نہ ہو کس طرح مجھے
میں ہوں وہ بے نشاں کہ جس کے نشاں ہو تم

پردہ دری کا آپ نہ کیجئے گلہ اگر
ہم سینہ چاک کرکے دکھا دیں جہاں ہو تم

دونوں جگہ ظہور برابر ہے آپ کا
ذرے میں آفتاب میں یکساں عیاں ہو تم

خالی نہیں ہے آپ کے جلوے سے کوئی شے
دریا ہو اور قطروں کے اندر نہاں ہو تم

حاضر ہے بزم یار میں سامان عیش سب
اب کس کا انتظار ہے اکبر کہاں ہو تم

عارفانہ کلام

امام ولایت مخزن علم و حکمت سیدنا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ
کی شان اقدس میں شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت

آئینہ جمال رسول خدا علی رضی اللہ عنہ
روح خباب حضرت خیر الوریٰ علی رضی اللہ عنہ

شان نزول نادعلی مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ
سلطان فرش زینت عرش علا علی رضی اللہ عنہ

آیات محکمات کی تفسیر آپ ہیں
حق کی زباں رسول ﷺ کی تقریر آپ ہیں

دریا علی زمین علی آسماں علی رضی اللہ عنہ
کرسی علی بہشت علی لامکاں علی رضی اللہ عنہ

سلطان کعبہ وشہ عرش آستاں علی رضی اللہ عنہ
دل میں علی جگر میں علی جان جاں علی رضی اللہ عنہ

آنکھیں جدھر اٹھیں وہی صورت نظر پڑی
یارب وہ مرتضیٰ کی حقیقت نظر پڑی

نور نگاہ حضرت خیر البشر علی رضی اللہ عنہ
آل عبائے سید والا گہر علی رضی اللہ عنہ

غازی علی دلیر علی شیر نر علی رضی اللہ عنہ
سلطان باجلال و شہ دادگر علی رضی اللہ عنہ

میدان کارزار میں حمزہ رضی اللہ عنہ شبر و ہے
حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی ہے جس پہ بھروسا وہ مرد ہے

ہادی علیؓ امام علیؓ پیشوا علی رضی اللہ عنہ
رہبر علیؓ وکیل علیؓ ایلیا علی رضی اللہ عنہ

مسکیں علیؓ غریب علیؓ بینوا علی رضی اللہ عنہ
کعبہ علیؓ مدینہ علیؓ کربلا علی رضی اللہ عنہ

عند الفقیہ معنی لفظ اثر علی رضی اللہ عنہ
اہل حدیث میں متواتر خبر علی رضی اللہ عنہ

یہ عین عینیت پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دال ہے
للّٰہیت کا لام سے بے قیل وقال ہے

اس یا کا اوج عقل میں آنا محال ہے
یہ نام پاک سر جمال و جلال ہے
کافر کے واسطے ہے یہ تیغ شرر فشاں
ایمان والوں کیلئے ابر گہر فشاں

ستر حجاب نور ہیں وہ عین پر پڑے
جبریل علیہ السلام کی نگاہ جہاں خیرگی کرے
لاہوت کا مقام ہے اس لام کے تلے
یٰسین کے رموز اسی یا میں ہیں چھپے

پردہ اُٹھے جو نام امامت پناہ کا
مصدر ہر ایک حرف ہو اسم آلہ کا

ہے شان بادشاہِ رسل شان مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے روح پاک سرورِ دیں جانِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
ہجرت کی شب کو حق تھا نگہبان مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
ہم ہونگے حشر میں تہِ دامانِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

یہ سچ ہے وہ امامِ زمانہ خدا نہیں
لیکن کسی جگہ وہ خدا سے جدا نہیں

خیر الورا کا جسم یہی ہیں لہو یہی
سارے عرب کا فخر یہی آبرو یہی
جنت کے گل کا رنگ یہی اور بو یہی
مقصد یہی اُمید یہی آرزو یہی

دنیا مری حضور ہیں عقبیٰ حضور ہیں
ٹھنڈک جو آنکھوں کی ہیں تو دل کا سرور ہیں
اُلفت علیؑ کی جس کو نہیں ہے بشر نہیں
کہتا ہے کون شخص وہ اہل شر نہیں

ہے دوزخی بہشت میں اُس کا گزر نہیں
جس کی ادھر نظر نہیں حق پر نظر نہیں
منکر علیؑ کا منکر نص صریح ہے
اس فعل سے بھی بڑھ کے کوئی شئے قبیح ہے

ہے جس کے دل میں آپ کی اُلفت کی روشنی
وہ روشنی ہے قبر کی ظلمت کی روشنی
ایماں کا نور ہے یہ ہدایت کی روشنی
یا رب یہ شمع ہو مری تربت کی روشنی

روشن اسی چراغ سے میرا مزار ہو
عشق ابوتراب ؓ سے دل داغدار ہو

لکھنا ہے مجھ کو حسن سراپائے بوالحسن ؓ
ہے جس کے باغ فیض سے تازہ سراغ سخن

داغ دل بہشت بریں ہے یہ انجمن
اس بزم کے طواف میں ہے عرش ذوالمنن

جبرئیل ؑ کے ہے ورد زباں باادب درود
طیبہ میں پڑھ رہے ہیں رسول ﷺ عرب درود

آپ آفتاب لم یزل ولا یزال ہیں
اوصاف وہ ہیں آپ میں جو بے زوال ہیں

اللہ ہے جمیل تو حضرت جمال ہیں
کامل ہے ذات پاک نبی ﷺ یہ کمال ہیں

رکھو گے مومنین جو ان سے لگاؤ تم
پھر تو تمہاری ہی ہے بہشت آ جاؤ تم



سلام بارگاہِ امام عالی مقام علیہ السلام

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

تھمیں ہوتے ہیں اشک چشم تر بند
سلامی اب ہے پانی شاہ پر بند

وہ زنداں شام کا تھا چاہ یوسف
جہاں تھے عابد خستہ جگر بند

گلے میں اس کے طوق آہنی ہے
علی ؓ نے جس کے باندھا تھا کمر بند

جو مانگا بہر اصغر ؓ شاہ نے آب
ہوا مجروح حلقوم جگر بند

دیے شبیر ؓ کو صدمے ہزاروں
نہ تھے اک ظلم پر ظالم مگر بند

جو دریا پر چلی شمشیر عباسؓ
سفینوں میں ہوئے حباکر مگر بند

حسنؓ پاک کی ہے دل میں تصویر
امام دیں ہے کعبے میں نظر بند

مصائب دیکھ سکتا ہے یہ کوئی
ملک رکھتے ہیں یاں اپنی نظر بند

ہوا ہے قحط آب کربلا سے
صدف میں آبرو لے کر گہر بند

نبی ﷺ کی آل کا اکبر تھا یہ حال
کھلے سر بیبیاں بچے نظر بند



محبت اہل بیت رضی اللہ عنہ

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

بشر سے ثنا کیا ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
خدا جانتا ہے حقیقت علی رضی اللہ عنہ کی

طریقت میں ہے فرض اُلفت علی رضی اللہ عنہ کی
ہے ایمان عارف محبت علی رضی اللہ عنہ کی

ابھی لے اُڑیں سب زمین نجف کو
ملک پر کھلے گر حقیقت علی رضی اللہ عنہ کی

الٰہی وہ دن مجھ کو آنکھوں سے دکھلا
کہ دیکھوں نجف جا کے تربت علی رضی اللہ عنہ کی

علیؓ قوت بازوئے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
ہے زور ید اللہ طاقت علی رضی اللہ عنہ کی

نکالے زلیخا بھی یوسفؑ کو اپنے
دکھاتا ہے اکبر بھی صورت علی رضی اللہ عنہ کی



محبت اہل بیت رضی اللہ عنہ

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

نظر آئی صورت جو اُس یار کی
حقیقت کھلی سر اسرار کی

میں ہوں ہو بہو تیری شکل اے حسینؓ
تجلی نے کیونکر یہ تکرار کی

ہوا فانی ذات شبیر میں
حقیقت کھلی جب علمدارؓ کی

ہوا ہوں امام صفوف ملک
محبت ہے مجھے آلؓ اطہار کی

حبیب خداوند اکبر ہوا
غلامی سے میں آلؓ اطہار کی

اب اُس اکبر خستہ کو یا حسینؓ
غلامی ملے تیری سرکار کی



منقبت

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

آنکھوں میں میری مثل نظر غوثؓ پاک ہیں
دل ہے مرا صدف تو گہر غوث پاک ہیں

دونوں بزرگوں میں ہے ازل ہی سے اتحاد
ہند الولی ہیں شیر شکر غوث پاک ہیں

بے شک ہوا نہیں کوئی اُس شان کا ولی
بے شبہ فخر جد و پدر غوث پاک ہیں

کس طرح سے کہوں کہ ہوں فرزند آپ کا
آقا مرے ضرور مگر غوث پاک ہیں

ہیں نخل بوستان امامت ابوالحسن
شاخیں حسنؓ حسینؓ ثمر غوث پاک ہیں

اکبر ہے تیرا حال عیاں سب حضور پر
تو بے خبر ہے اہل خبر غوث پاک ہیں



منقبت

شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

میرے آقا مرے مولا مرے پیارے خواجہؒ
میری آنکھوں میں سما جا مرے پیارے خواجہؒ
میں چھپالوں تجھے تا کوئی نہ دیکھے تجھ کو
آنکھوں سے دل میں اُتر آ مرے پیارے خواجہ
کس طرح غم میں ترے عمر مری کٹتی ہے
کچھ مرا حال بھی پوچھا مرے پیارے خواجہؒ
آستانے پہ ترے میں نے لگا دی دھونی
اب تو اس در سے نہ اٹھوا مرے پیارے خواجہ
بوالعلا تیرے ہیں میں اُن کا ہوں اے ماہِ جمال
ہے یہی میرا طریقہ مرے پیارے خواجہ
میری آنکھوں میں بھی ہو تیری نگاہوں کا اثر
ہے یہ اکبر کی تمنا مرے پیارے خواجہ

درشانِ اقدس
حضرت سیدنا امیر ابوالعلائی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بے مثل ہے تو ہیں ترے انداز نرالے اے آگرے والے
رُخ چاند ہے یہ گیسو ہیں اُس چاند کے ہالے اے آگرے والے
طوفان ہے دریا میں بپا رات ہے تاریک گن ٹوٹ گئے ہیں
یہ کشتیِ دل اب تو ہوئی تیرے حوالے اے آگرے والے
آوارہ و سرگشتہ ہوں صحرائے طلب میں رستہ مجھے بتا
طاقت نہ رہی پاؤں میں تلووں میں ہیں چھالے اے آگرے والے
افسوس کہ غفلت میں کٹی ساری جوانی اب مرنے کی ٹھانی
للہ دمِ آخر میری بگڑی کو بنالے اے آگرے والے
گرنے کو ہے اب چاہِ بلا میں ترا اکبر ہے مضطر و ششدر
تو ہی نہ سنبھالے گا تو پھر کون سنبھالے اے آگرے والے

شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ
محمد اکبر نقشبندی ابوالعلائی رحمۃ اللہ علیہ

کے وصال کے وقت انکا آخری نا تمام شعر تکیہ کے نیچے سے غسل
دینے کے وقت برآمد ہوا جو انکے دیوان "جذبات اکبر" میں مطبوعہ ہے۔ وہ
تاریخی اشعار یہ ہیں ۔

خدا کی حضوری میں دل جا رہا ہے
یہ مرنا ہے اس کا مزہ آ رہا ہے
عدم کا مسافر بتاتا نہیں کچھ
کہاں سے یہ آیا کہاں جا رہا ہے
تڑپنے لگیں عاشقوں کی جو روحیں
یہ کیا نغمہ روح الامیں گا رہا ہے



منقبت در شان مبارک
حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ
حضرت مخدوم شاہ سجاد داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

صفات علیؓ کوئی کیا جانتا ہے
مری جان یا دل مرا جانتا ہے
غلام علیؓ کو یہ قدرت ہے حاصل
کہ بندے سے مولیٰ بنا جانتا ہے
ہمارا مرض عشق روئے علیؓ ہے
مسیحا کب اس کی دوا جانتا ہے
مسیحا نے پایا جو شان علیؓ میں
غلام اس کا مردہ جلا جانتا ہے
جو بیمار عشق جمال علیؓ ہے
مجھے کو وہ دارالشفا جانتا ہے
یہ سجادؔ تعشق علیؓ ولی کا
طفیل شہ کربلا جانتا ہے



نعت پاک

شیخ طریقت علامہ الحاج سید شاہ محمد محسن ابو العلائی داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں جو باایمان آیا دنیا سے وہ باایمان گیا
جو لیکے نرالی شان آیا وہ لے کے نرالی شان گیا

مانی سے ترا نقشہ نہ کھنچا بے مثل تجھے وہ مان گیا
بہزاد تجھے پہچان گیا ہر ایک مصور جان گیا

جب چاند ہوا تھا دو ٹکڑے انگلی کے اشارے سے تیرے
سورج بھی اسی دن سے تجھ کو اے مہر عرب پہچان گیا

اک رات کو سوئے عرش بریں پھر عرش سے سوئے فرش زمیں
انسان علی الاعلان آیا انسان علی الاعلان گیا

ہر چند بشر ہے خاک بسر لیکن ہے ملک سے افضل تر
جبریل جہاں تک جا نہ سکے رف رف پہ وہاں انسان گیا

انسان خودی کی صورت ہے انسان خدا کی صورت ہے
انجان جو تھا انجان رہا جو جان گیا وہ جان گیا

جس وقت گیا دل پہلو سے محسن کو سناتھا یہ کہتے
اک دل ہی کا ماتم کیا کم تھا ساتھ اس کے مرا ارمان گیا

عارفانہ کلام

حضرت شاہ محمد محسن داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمال یار ہر سو جلوہ گر ہے
جدھر دیکھا وہی پیش نظر ہے
کبھی آنکھوں میں وہ نور نظر ہے
کبھی دیکھا تو دل میں جلوہ گر ہے
حضور ہیں اب اس میں جلوہ فرما
مرا دل روضۂ خیر البشر ہے
مری بگڑی ہوئی قسمت بنا دے
خدایا تیرے قبضے میں قدر ہے
اُسی کا ظاہر و باطن ہے جلوہ
وہی دل میں وہی پیش نظر ہے
ہماری خاک ہے وہ خاک محسنؔ[1]
علیؓ کا نور جس میں جلوہ گر ہے

[1] علامہ حضرت سید شاہ محمد اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے و جانشین۔

عارفانہ کلام

شاہ محسن داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

اے دل پر سرور حسن ناز ست بن نیاز بن
ساقی مست ناز کی آنکھوں میں سرفراز بن
دیر و حرم سے درگذر عاشق کبر و ناز بن
کعبۂ دل میں ڈھونڈھ اُسے پردہ کشائے راز بن
جوشش گریہ تابکے نالہ مکن مثال نے
یعنی تو اپنے درد کا آپ ہی چارہ ساز بن
آئینۂ علیؓ کو دیکھ حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ
کر کے نثار جان و تن عاشق سرو راز بن
مجمع نور ذات سے جلوہ گہہ صفات ہے
طالب حق بیا بیا خاک رہ حجاز بن
محسنؔ دل گرفتہ تو کر نہ خودی کی گفتگو
بندۂ بے نیاز ہو اکبر پاک باز بن

عارفانہ کلام

شاہ محسنؔ داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرنے کی تھی سبیل جیئے جا رہا ہوں میں
ساقی پلا رہا ہے پیے جا رہا ہوں میں

ساقی کو دل میں یاد کئے جا رہا ہوں میں
کعبے میں بھی شراب پیے جا رہا ہوں میں

مالک کی بخششوں کا حساب وکتاب کیا
وہ دے رہا ہے اور لیے جا رہا ہوں میں

وہ بخشے یا نہ بخشے اُسے اختیار ہے
اپنا جو کام ہے وہ کیے جا رہا ہوں میں

آئے اجل کہ نام خدا لے کے ذوق میں
ذکر حبیب حق بھی کیئے جا رہا ہوں میں

محسنؔ حریم دل میں اسے دیکھ دیکھ کر
اپنا طواف آپ کیئے جا رہا ہوں میں



آثار تبرکات مقدسہ

خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ محلہ شاہ ٹولی، داناپور، ضلع پٹنہ

(۱) کلاہ و تسبیح مبارک حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

(۲) کلاہ مبارک حضرت مخدوم منعم پاکؒ

(۳) پیراہن و رومال مبارک، اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسینؒ

قدیم روایت کے مطابق ان تبرکات کی زیارت داناپور، خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ میں عرس کے موقع پر ۱۵ رجب کو صبح میں ہوتی چلی آرہی ہے۔

فہرست عرس وفاتحہ

خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ، محلہ شاہ ٹولی، داناپور کینٹ، ضلع پٹنہ (بہار)

۱)	۱۰ رمحرم الحرام	ذکر شہادت امام عالی مقام علیہ السلام
۲)	۹ رصفر	فاتحہ حضرت امیر ابوالعلائی احراری اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
۳)	۳ رربیع الاوّل	فاتحہ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
۴)	۱۲ رربیع الاوّل	جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵)	۱۴-۱۵ ررجب	سالانہ عرس مبارک، لنگر عام
۶)	۱۹ ررمضان المبارک	اجتماعی افطار، فاتحہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بعدہٗ لنگر عام
۷)	۷ رشوال	فاتحہ شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم نقشبندی ابوالعلائی داناپوری رحمۃ اللہ علیہ
۸)	۱۴-۱۵ رذیقعدہ	سالانہ عرس مبارک، لنگر عام



حضرت علامہ شاہ اکبر داناپوری رحمۃ اللہ علیہ
کے والد بزرگوار حضرت مخدوم شاہ سجاد داناپوری رحمۃ اللہ علیہ
کے بھانجہ حضرت مولانا سید شاہ نظیر حسن ابوالعلائی داناپوری رحمۃ اللہ علیہ
ایک درویش کامل بزرگ گزرے ہیں اور مشہور صوفی شاعر تھے۔
خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ داناپور کی میلاد پاک کی مجلس میں
برابر اُن کا نعتیہ کلام بھی پڑھا جاتا ہے،
جو ڈیڑھ سو سال قبل کی تخلیق ہے۔ نئی نسل کیلئے اس جگہ
اُن کے دو کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔



نعت پاک

کچھ میں جب نہ نعت پاک ختم الانبیا آئے
تو پھر کیوں کر کسی کی عقل میں حمد خدا آئے

نبی ہو کر کہ اگلوں میں خلیل باصفا آئے
مسلمانو مبارک تم میں محبوب خدا آئے

جہاں میں لوگ سب بھولے پڑے تھے اپنے خالق کو
لگے پھر یاد کرنے جب محمد مصطفیٰ آئے

ہر اک سو کفر کی ظلمت تھی اور تاریک تھی دنیا
منور ہو گیا سارا جہاں جب مصطفیٰ آئے

طفیل آل محمد کے گنہ بخشے گئے سارے
خدائے پاک سے بندے کی جانب یہ ندا آئے

تھے اک عالم میں محبوب زلیخا حضرت یوسف
محمد دونوں عالم میں حبیب کبریا آئے

نظیرؔ اس کو یقیں کر جب ملائک اس میں حیراں ہیں
کچھ میں نعت احمد پھر کہ ثنا کی کر کیا آئے

کلام حضرت شاہ نظیرؔ داناپوری رحمۃ اللہ علیہ

ہاتھ سے ہرگز شراب عشق کا ساغر نہ چھوڑ
بادۂ حب رسول کبریا دم بھر نہ چھوڑ

ایک لحظہ بھی نہیں اس زندگی کا اعتبار
یاد چشم نرگسین ساقی کوثر نہ چھوڑ

جلوۂ انور دکھا دے ہم کو اے بہر کرم
تشنگی حسرت دیدار میں مضطر نہ چھوڑ

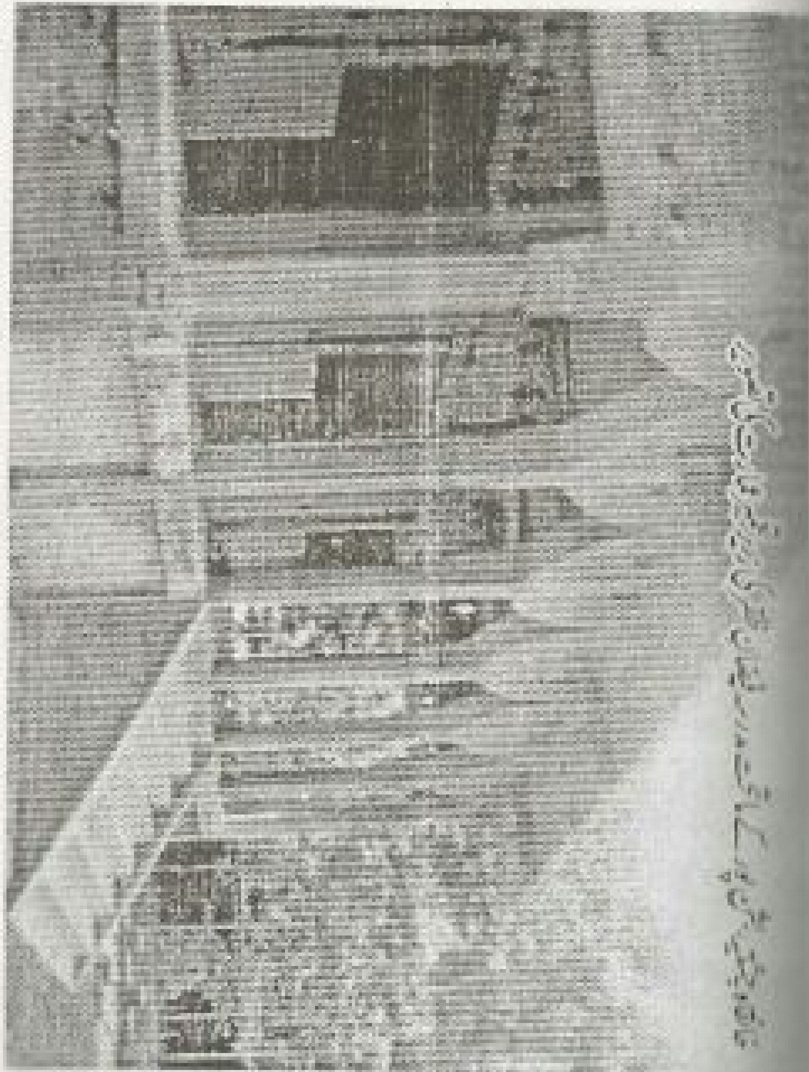
یا الٰہ العالمیں بہر شفیع المذنبین
ناتواں ہوں بار عصیاں کا مرے سر پہ نہ چھوڑ

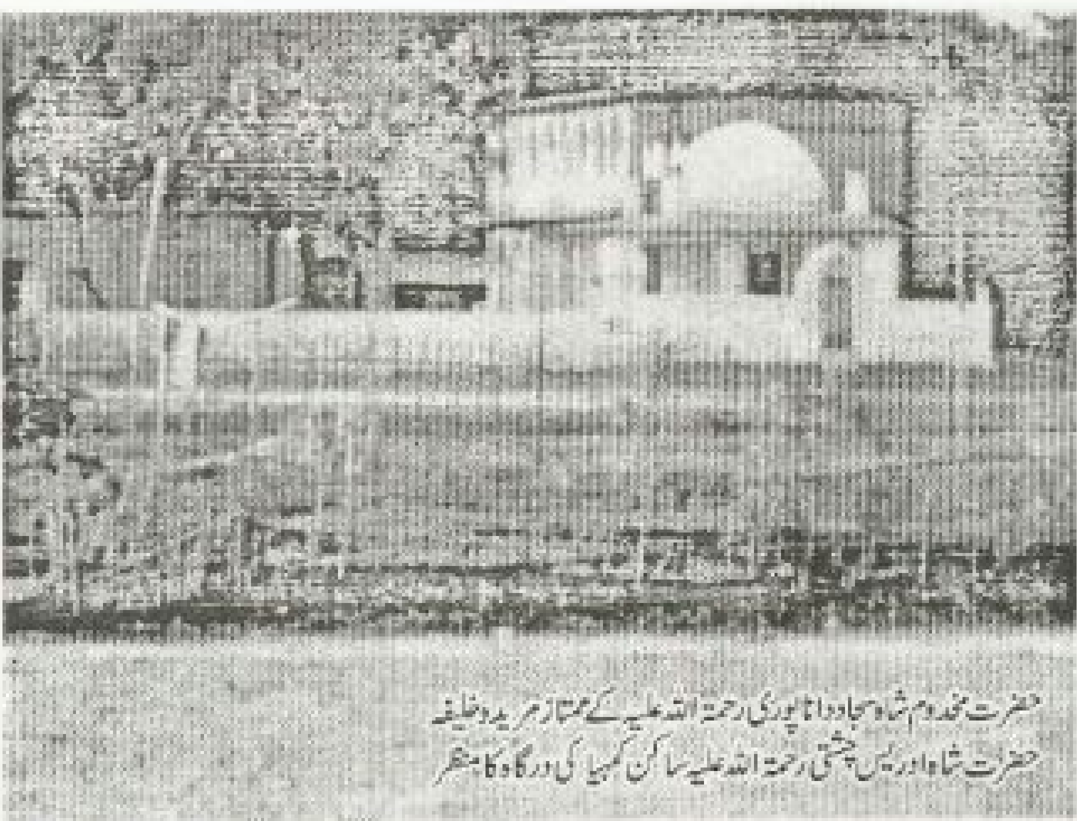
دل سے رہ شیدائے نام پاک بوبکر و عمر
در گہہ عثمان اور خاک در حیدر نہ چھوڑ

ہے جو منظور نظر کونین میں حق کی رضا
خاک پاک آستانِ آلِ پیغمبر نہ چھوڑ

دو جہاں کے غم سے چھٹنا چاہتا ہے گر نظیر
دامن پاک حبیب خالق اکبر نہ چھوڑ







حضرت مخدوم شاہ سجاد داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز مرید و خلیفہ
حضرت شاہ ادریس چشتی رحمۃ اللہ علیہ ساکن گہیا کی درگاہ کا منظر

